رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا
اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الہام مسیح موعود

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۷ فروری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ | نمبر ۶۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح۔ اخبار احمدیہ ۱-۲
خطبہ جمعہ ۳ تا
(مولوی محمد احسن صاحب خلاف بیانی) ۶
خطبہ جمعہ ۷
(خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو) ۸

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے ؛

۱۵ تاریخ بعد از نماز مغرب انجمن ارشاد کے ہفتہ واری جلسہ میں مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے عدم رجوع موتی پر ممبران انجمن کو نہایت لطیف نوٹ لکھوائے۔ بقیہ لیکچر ۱۶ کی صبح کو مسجد مبارک میں ہوا ؛

آمد مہمانان

ہفتہ مختتمہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے۔ میاں محمد رمضان صاحب جگت پور سے میاں امام الدین صاحب لاہور سے میاں فقیر محمد صاحب داتہ سے میاں غلام محمد صاحب امرتسر سے میاں عبدالرحیم صاحب یاست آئے۔ میاں غلام غوث صاحب گوئیکی سے

اخبار احمدیہ

ایک مفلس مگر مخلص کا انتقال نماز جنازہ پڑھی جاوے

ماسٹر عبدالرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ اخویم چوہدری احمد الدین صاحب ساکن موضع نت تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت غریب مگر بہت مخلص اور متقی انسان تھا۔ مرحوم کے کئی ایک واقعات خاکسار کو یاد ہیں جنہیں سے دو تین واقعات عرض کرتا ہوں :۔

(۱) مرحوم اپنی برادری اور قوم میں واحد احمدی تھا۔ برادری کی ہر جائز و ناجائز تکالیف کے ہوتے ہوئے ہر موقعہ پر ثابت قدم رہا۔ کبھی غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھی اور نہ غیر احمدی کا جنازہ پڑھا ؛

(۲) ایک دفعہ خاکسار مرحوم کے پاس چندہ لینے کے واسطے گیا۔ مرحوم کی مالی حالت ہمیشہ بہت کمزور رہی۔ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ دو تین دن سے گاجروں پر گذارہ ہو رہا تھا۔ مگر ایک روپیہ چندہ کا رکھا ہوا تھا۔ باوجود اتنی تکلیف کے چندہ کے روپیہ کو خرچ نہ کیا۔ حالانکہ اسکے بڑے بیٹے نے (جو غیر احمدی ہے) غلہ کے واسطے بار بار روپیہ طلب کیا۔ میں نے بھی اسوقت روپیہ لینا مناسب سمجھا مگر مرحوم نے باصرار روپیہ مجھے دے ہی دیا۔ اور بیان کیا کہ شاید موت آجائے یا گھر کے اخراجات میں خرچ ہو جائے۔ اور حضرت صاحب کے حکم کی نافرمانی ہو۔ کیونکہ چار ماہ سے مجھ پر چندہ واجب الادا ہے ؛

(۳) ترقی اسلام کے چندہ کے متعلق مرحوم نے پانچ روپے کا وعدہ کیا تھا۔ فوت ہونے سے دو دن پیشتر دو

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

ایفاء کیا۔ اور مبلغ پانچروپے آج اُسکے چھوٹے بیٹے نے (جو احمدی ہے) خاکسار کو دئیے۔ جو بخدمت جناب سکرٹری صاحب انجمن ترقی اسلام آج ہی ارسال ہیں۔ مرحوم نے وصیت کی تھی۔ کہ یہ پانچ روپیہ براہ راست قادیان روانہ کئے جاویں۔ اسلئے اپنے ضلع کی انجمن کو روانہ نہیں کئے گئے۔ مرحوم اپنے چاہ پر ہی بیمار ہوا۔ اور صرف چار دن بیمار رہا۔ اور وہیں وفات پائی۔ بیمار ہونے سے ایک دو دن پیشتر فوتیدگی کی اطلاع بھی اللہ تعالےٰ نے مرحوم کو دیدی تھی۔ دو بیٹے چھوڑ گیا۔ بڑا غیر احمدی ہے اور چھوٹا احمدی۔ خاکسار کو جس وقت اطلاع ہوئی۔ تو جنازہ کے واسطے گیا۔ بڑا بیٹا بھی مرحوم کا بیمار تھا۔ مگر برادری کے آدمیوں اور رشتہ داروں نے غسل دینے سے بھی انکار کیا۔ فدوی نے خود غسل دیا۔ اور بعد نماز جنازہ دیکے دفن کیا گیا۔

احباب اس مخلص مرحوم کے لئے دردِ دل سے دُعائے مغفرت کریں۔ اور جنازہ غائب پڑھیں ٭

نیز برادرم محمد جعفر صاحب مونگھیر سے محمد یوسف صاحب کی فوتیدگی کی اطلاع دے کر نماز جنازہ کی درخواست کرتے ہیں ٭

جماعت احمدیہ بمبئی کا اعلان

کچھ دن ہوئے۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب نے اپنا اور بابا زین الدین محمد ابراہیم صاحب صرف دو آدمیوں کا نام لکھ کر اخبار پیغام میں اعلان کرایا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ بمبئی اپنے تعلقات قادیان سے قطع کرتی ہوئی اہالیان پیغام سے رشتہ اخوت جوڑتی ہے۔

اسکے متعلق ہمارے پاس ایک مراسلت جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ معہ ممبران جماعت احمدیہ بمبئی کے اسماء کے اسلئے شائع کیا جاتا ہے تا معلوم ہو جائے کہ سیٹھ صاحب کا یہ اعلان کہ جماعت احمدیہ بمبئی قادیان سے تعلق قطع کرتی ہے۔ کہاں تک حق اور درست ہے برادر عمرالدین صاحب لکھتے ہیں کہ سیٹھ صاحب کے پیغام کی حقیقت صرف اسقدر ہے کہ سیٹھ صاحب خود معہ بابا زین الدین محمد ابراہیم صاحب اور انکے بیٹے کے جماعت لاہور کے ساتھ ہیں۔ اور آج سے نہیں۔ بلکہ ان کے تعلقات ابتدا سے ہی انکے ساتھ ہیں۔ باقی تمام جماعت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت میں داخل ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل ممبر ہیں۔

(۱) جناب نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب و جناب نواب صاحب کے ملازمین ٭
(۲) چودہری سردار علی صاحب میونسپل انسپکٹر
(۳) میاں علی محمد صاحب مالاباری (۴) میاں عبدالقادر صاحب مالاباری (۵) میاں عبداللہ صاحب مالاباری (۶) میاں عبدالرحمٰن صاحب مالاباری (۷) میاں محمد صاحب مالاباری
(۸) حکیم محمد اسمٰعیل صاحب چشم ساز۔
(۹) میاں غلام نبی صاحب موٹر ڈرائیور۔
(۱۰) محمد عمرالدین ٭

مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر لاہور میں

جناب شیخ عبدالحمید صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۱۲ فروری ۱۹۱۷ء کی شب کو مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر میاں چراغ الدین صاحب کے مکان پر کامیابی کے ساتھ ہوا۔ احمدی احباب موجود تھے۔ اور انہی کے لئے یہ لیکچر تھا۔ غیر احمدیوں کو کوئی اطلاع نہ دی گئی تھی تاہم کچھ لوگ آ گئے۔ ۱۵ فروری مستری محمد موسےٰ صاحب کے نئے مکان میں جو ابھی زیر تعمیر ہے۔ اور اسلامیہ کالج کے متصل واقع ہے ایک پبلک لیکچر ہوا۔ جسکے متعلق مفصل آیندہ لکھا جائیگا۔

ہیلاں ضلع گجرات میں مباحثہ

مورخہ ۲۵-۲۶ ماہ حال کو موضع ہیلاں میں ہمارے علماء کا غیر احمدی مولویوں کے ساتھ تحریری مباحثہ ہو گا۔ جو صاحب شامل ہونا چاہیں۔ تاریخ مقررہ پر وہاں پہنچ جائیں ٭

امتحان میں کامیابی کے لئے دُعا

ہمارے پاس تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی ففتھ ہائی کلاس کے طلباء کی ایک درخواست آئی ہے کہ ان کا یونیورسٹی کا امتحان بہت قریب ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالےٰ سب لڑکوں کو کامیاب فرمائے نیز برادر علی محمد صاحب ڈیرہ غازیخان سے اپنی کامیابی کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ احباب انکے لئے اور تمام سب احمدیوں کے لئے جنھوں نے امتحان دینے ہیں۔ کامیابی کی دعا فرماویں ٭

زرعی زمین کے خریداروں کو اطلاع

قادیان میں ایک زمین قریباً پچاس ساٹھ گھماؤں رہن ہونیوالی ہے اسوقت زمین زرعی کی قیمت قادیان میں اڑہائی سو روپیہ گھماؤں تک ہے۔ اس سے نصف روپیہ یعنی سوا سو روپیہ فی گھماؤں پر یہ زمین رہن رکھی جائیگی۔ چونکہ بعض احباب قادیان میں زمین لینے کے خواہشمند ہیں اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو صاحب زمین لینا چاہتے ہوں فوراً دفتر الفضل میں اپنی درخواست بھیجدیں اور یہ بھی تحریر فرماویں کہ کس قدر زمین لینا چاہتے ہیں ٭

زمین کا اکثر حصہ قریباً ایک جگہ واقعہ ہے یعنی پاس پاس ہے اگر فاصلہ ہے تو بہت کم جسمیں نگرانی میں فرق نہیں آسکتا۔ زمین بارانی ہے۔ لیکن ایک کنواں غیر آباد اس زمین میں ہے، جو سامان آبکشی لگانے سے پانی دینے کے قابل ہے۔ اسمیں نصف کے حصہ دار اس زمین کے مرتہن ہو سکتے ہیں اسوقت اس زمین کا لگان اوسطاً سات روپیہ فی گھماؤں ہے جسمیں سے اوسطاً اڑہائی روپیہ سرکاری لگان کے جاتے ہیں مرتہن اپنی سہولت کے لئے اگر چاہیں تو یہ شرط کرا سکتے ہیں کہ دو یا تین سال کے بعد ہم تین چار ماہ کا نوٹس دے کر جسوقت چاہیں اپنا روپیہ واپس لے سکینگے یا یہ کہ اتنے عرصہ تک راہن کو زمین چھڑانے کا اختیار نہ ہو گا ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

مولوی محمد احسن صاحب کی خلاف بیانی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۹ فروری ۱۹۱۷ء

سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربٰی وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون

(۱۶ - ۹۳)

فرمایا۔ انسان کی حالت کچھ ایسی نازک اور کمزور ہے کہ ایک ذراسی ٹھوکر سے اسکی کل ٹوٹ جاتی ہے ٭

ایک عبرت انگیز مثال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص بڑے جوش اور زور کے ساتھ مسلمانوں کیطرف سے کفار کے ساتھ لڑا۔ اور ایسے زور سے لڑا کہ مسلمان اسپر رشک کرنے لگے۔ اور اسکو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسکے متعلق فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اس دنیا میں چلتا پھرتا دوزخی دیکھنا ہو۔ تو اس کو دیکھ لے۔ اس بات سے صحابہ کو بہت حیرت ہوئی کہ یہ تو بہت مخلص اور جوشیلا معلوم ہوتا ہے۔ اور جنگ میں خطرناک سے خطرناک جگہ پہنچ کر حملہ کرتا ہے۔ پھر اس نے اس بہادری اور دلیری سے کفار کو قتل کیا کہ باوجود اسکے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو دوزخی قرار دیا تھا بے اختیار صحابہ کے منہ سے یہ نکلتا کہ اللہ تعالےٰ اسکو جزائے خیر دے۔ اور قریب تھا کہ بعض نئے اسلام لانیوالے ٹھوکر کھا جاتے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ اسکو دوزخی کہا ہے۔ کہ اس وقت ایک صحابی اٹھے۔ اور قسم کھائی۔ کہ جب تک میں اس شخص کا انجام نہ دیکھ لوں۔ اس کا پیچھا نہ چھوڑوں گا یہ کہکر وہ اسکے پیچھے ہو گئے۔ اور اسے دیکھتے رہے۔ لڑائی میں اسے بہت سے زخم لگے۔ حتٰی کہ زخموں کی وجہ سے وہ گر گیا۔ شدت درد کے وقت لوگ اسکے پاس آتے اور کہتے کہ تجھے جنت کی بشارت ہو۔ لیکن وہ کہتا۔ مجھے جنت کی بشارت نہ دو بلکہ دوزخ کی دو۔ تم تو مجھے جنت کی بشارت اسلئے دیتے ہو کہ میں بڑی بہادری سے لڑا ہوں۔ اور خطرناک سے خطرناک جگہ حملہ کرتا رہا ہوں۔ لیکن تمہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میں کس نیت سے لڑ رہا تھا۔ میرے لڑنے کی یہ غرض نہ تھی کہ اسلام کی تائید اور مدد کے لئے لڑوں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں یا اسلام کے مخالفین کو تہ تیغ کروں۔ بلکہ میں اسلئے لڑتا رہا ہوں کہ میری اس قوم سے ایک پرانی ذاتی عداوت تھی۔ جسکے نکالنے کا آج مجھے موقعہ ملا تھا اسلئے میں لڑا ہوں ٭

تھوڑی دیر بعد جب اسے زخموں کی سخت تکلیف ہوئی اور اس شدت سے ہوئی کہ وہ برداشت نہ کر سکا۔ تو اس نے زمین میں برچھا گاڑ کر اسپر اپنا پیٹ رکھکر خودکشی کر لی اور ہلاک ہو گیا۔ اسلام نے چونکہ خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور وہ اس کا مرتکب ہوا۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات درست ثابت ہو گئی۔ کہ وہ دوزخی تھا۔ وہ صحابی جو اس کا انجام دیکھنے کے لئے اسکے ساتھ تھا۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ اس وقت مجلس میں تشریف رکھتے تھے۔ اس نے دور سے ہی کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے کیوں کہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ جس شخص کی نسبت آپنے فرمایا تھا کہ دوزخی ہے۔ اسکے متعلق میں نے دیکھا کہ اسکی بہادری اور جرأت کی وجہ سے بعض لوگوں کے دلوں میں ایک وسوسہ پیدا ہو رہا تھا۔ اور وہ سمجھنے لگے تھے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یونہی اسکے متعلق فرما دیا ہے اسوقت میں نے قسم کھائی۔ کہ جب تک اس کا انجام نہ دیکھ لوں اس کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ اب وہ خودکشی کر کے مر گیا ہے اور میں حضور کو یہ سنانے آیا ہوں کہ حضور کی یہ بات درست نکلی۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ ٭

پھر آپنے فرمایا کہ اس بات کو خوب یاد رکھو کہ ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے۔ مگر اسکے قلب میں کوئی ایسی نیکی ہوتی ہے جو اسے انجام کار جنت میں لیجاتی ہے اور ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا ہے مگر جب اسکی موت قریب آتی ہے۔ تو اسکے دل میں کوئی ایسی برائی ہوتی ہے۔ جو اسے کھینچ کر دوزخ میں لے جاتی ہے۔ یعنی پہلا شخص موت کے قریب جنتیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ اور دوسرا دوزخیوں کے۔ اسلئے پہلے کا خاتمہ باوجود ساری عمر دوزخیوں کے کام کرنے کے جنتیوں کی طرح ہوتا ہے اور دوسرے کا باوجود ساری عمر جنتیوں کے کام کرنے کے خاتمہ دوزخیوں کیطرح ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ دوزخیوں کے کام کرنے لگ جاتا ہے ٭

سورۂ فاتحہ کی تفسیر لطیف یہ واقعہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اس سورہ میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ دعا سکھلاتا ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ اے ہمارے خدا ہمیں جنت کا رستہ دکھا ہمیں۔ مگر وہ رستہ ایسا نہ ہو کہ عین اسکے سرے پر پہنچ کر ہمیں پھر پیچھے کھینچ لیا جائے۔ اور دوزخ کے رستہ پر ڈالدیا جائے ٭

مقام عبرت پس یہ بڑی عبرت کا مقام ہے۔ کہ ایک شخص تمام عمر دوزخیوں کے ایسے کام کرتا ہے مگر چونکہ اسکے دل میں خدا تعالےٰ یا اسکے دین کی محبت نہایت مضبوطی سے گڑی ہوتی ہے۔ اور اس کا ایمان ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ اس کا عارضی ٹھوکر یہ بھٹکنا دور ہو کر وہ یک لخت جنت کی طرف چل پڑتا ہے مگر ایک ایسا انسان ہوتا ہے کہ وہ جنت کے بالکل قریب پہنچ چکا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اسکے دل میں کوئی ایسی برائی اور بدی ہوتی ہے۔ جو آخر کار غالب آجاتی ہے اسلئے وہ جنت کی طرف سے کھینچا جاتا اور دوزخ کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے ٭

اس قسم کی بہت سی نظیریں ملتی ہیں کہ بعض انسان جو

جنت کے قریب تھے۔ وہ دور ہو گئے۔ اور جو دور تھے۔ وہ قریب۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کاتب ہی مرتد ہو گیا۔ اور طلیحہ بن خویلد مدعی نبوت مرنے سے کچھ ہی عرصہ پہلے مسلمان ہو گیا۔ حالانکہ اسکی نسبت فتویٰ لگ چکا تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ جب وہ ایمان لایا۔ تو صحابہ میں اسکے متعلق اختلاف ہوا۔ کہ اسے قتل کرنا چاہئیے یا نہ۔ لیکن ایک عجیب طریق سے وہ اس سزا سے بچ گیا۔ اور وہ اس طرح ایک صحابی شرحبیل بن حسنہ کہ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔ ایک جنگ میں لڑ رہے تھے یوں تو وہ بڑے بہادر اور دلیر سپاہی تھے۔ مگر چونکہ روزے کثرت سے رکھتے تھے۔ اسلئے ان کا جسم کمزور تھا۔ ان سے ایک عیسائی مقابلہ کر رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ میں تلوار سے مقابلہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ تو اس نے آپکو گریبان پکڑ کر آپ کو گرا لیا۔ اور چھاتی پر بیٹھ کر انہیں قتل کرنے لگا۔ کہ اسی کے لشکر سے ایک شخص نکلا اور اس نے آکر اس کی گردن کاٹ دی۔ اور شرحبیل کو آزاد کر دیا۔ اس وقت اس شخص نے اپنا منہ لپیٹا ہوا تھا۔ شرحبیل نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نے اپنے آپکو پوشیدہ رکھنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہو چکا ہوں۔ اسکی سزا میں تخفیف ہونے کے خیال سے میں نے اس عیسائی کو قتل کیا ہے۔ اسلئے میں اپنا نام نہیں بتاؤں گا۔ لیکن شرحبیل نے جب بہت اصرار کیا۔ تو اس نے بتایا کہ میں وہ مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد ہوں۔ جسکے قتل کرنے کا فتویٰ مل چکا ہے اور اب میں اس دعویٰ سے توبہ کر چکا ہوں۔ میں چونکہ جانتا ہوں کہ میرا جرم بہت بڑا ہے۔ اور اسکی معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اور نہ میں مسلمان ہو سکتا ہوں۔ اسلئے میں اپنے آپ کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا ہوں۔ اسکی یہ بات سنکر شرحبیل اسے اپنے ساتھ ابو عبیدہ کے پاس گئے۔ اور تمام سرگذشت سنائی۔ انہوں نے کہا کہ میں خود تو اسکے متعلق کچھ نہیں کر سکتا۔ البتہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں سفارش کے طور پر ایک رقعہ لکھ دیتا ہوں آگے ان کی مرضی جسطرح چاہیں کریں۔ ابو عبیدہ نے یہ رقعہ لکھ دیا کہ میں جانتا ہوں کہ اس شخص کا جرم بہت بڑا ہے۔ اور شائد میرے رقعہ لکھنے کی وجہ سے آپ ناراض بھی ہوں لیکن اسکے شرحبیل کو بچانے کی وجہ سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کاتب ہے۔ سفارش کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اسے معاف کیا جائے ۔

جب یہ خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ چونکہ تمہیں ابو عبیدہؓ نے معاف کر دیا ہے اسلئے میں بھی معاف کرتا ہوں۔ لیکن اگر وہ معاف کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھتے۔ تو میں کبھی معاف نہ کرتا۔ اچھا اب تم اسطرح کرو کہ ہر وقت جنگ میں لگے رہو۔ اس نے اس بات کو منظور کر لیا ۔

تو اس کا ایسا سنگین جرم تھا کہ اسکے متعلق قتل کا فتویٰ دیا جا چکا تھا۔ اور باوجود اسکے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کاتب کو اس نے بچایا تھا۔ پھر بھی حضرت عمرؓ اسکو معاف کرنے پر تیار نہ تھے۔ مگر وہ ہدایت پا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل نے اُسے نجات دلا دی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اسکے دل میں کوئی ایسی نیکی تھی جسنے ایسے سامان پیدا کرا دئے کہ حضرت عمرؓ کو بھی آخر معاف کرنا پڑا۔ اور اس کا انجام نیکی پر ہوا ۔

تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ انجام کو اچھا یا برا کر دیتے ہیں۔ اور کوئی اندرونی نیکی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے انجام نیکی پر ہوتا ہے اور کوئی اندرونی بدی ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے انجام بدی پر ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حالت بڑی نازک اور کمزور ہوتی ہے۔ اور اسکی کسی ایک حالت میں کچھ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ قابل اعتبار وہی حالت جس پر موت واقعہ ہو۔ اگر کوئی شخص مرنے کے وقت مسلم تو اسکی باقی ساری عمر اگر کفر کی حالت میں بھی گذری ہو۔ تو بھی کوئی ہرج نہیں۔ اور اگر مرنے کے وقت کافر ہو تو اس کا ساری عمر مسلمان رہنا اُسے کوئی فائدہ نہیں دیگا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی ہے کہ یٰبنیَّ ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون (۲- ۱۲۶) کہ تمہاری موت اسلام پر ہونی چاہیئے۔ تو معاملات کی خوبی یا برائی انجام پر معلوم ہوتی ہے۔ درمیانی حالت پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

ایک نئی بات

میں نے یہ تمہید کیوں بیان کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک تازہ ایسی بات پیدا ہوئی ہے جسکے متعلق مجھے یہ تمہید بیان کرنے کی تحریک ہوئی ہے اور وہ یہ کہ پرسوں مجھے ایک رجسٹری خط ملا ہے۔ جب میں نے اسکو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ مولوی محمد احسن صاحب کا مضمون ہے۔ میں نے ان کو سالانہ جلسہ سے چند ہی دن پہلے ایک خط میں لکھا تھا کہ "مختلف دوستوں کے خطوط اور اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ آپ چند روز کے لئے لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ قادیان تشریف نہ لائے۔ حالانکہ اگر آپ تشریف لاتے تو پالکی وغیرہ سواری کا انتظام کیا جا سکتا تھا جس سے آپ کو ہرگز تکلیف نہ ہوتی"

پھر یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اگر آپ چاہیں تو لاہور میں ہی دوسری جگہ آپ کی رہائش کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو آپکے قادیان لانے کے لئے بھی ہر طرح کے آرام کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ مجھے خداوند تعالےٰ نے محبت کرنے والا دل دیا ہے۔ میں نے جو تعلق بنایا ہو اُسے توڑنے کا عادی نہیں۔ ہاں دوسرے کی طرف سے ابتدا ہو تو الگ بات ہے۔ پس میں تو ہر طرح آپکے محبت کا معاملہ ہی کرونگا الّا ماشاء اللہ! اور میری طرف سے ابتدا نہ ہوگی۔ ہاں اگر جماعت کو ابتلا میں ڈالا گیا۔ تو جس کام پر خداوند تعالےٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسکے پورا کرنے کے لئے کسی اور تعلق کی پرواہ نہیں کرنا۔ خواہ مجھے کیسا ہی پیارا رشتہ کیوں نہ توڑنا پڑے۔ مجھے اسکی پرواہ نہیں "

مولوی محمد احسن صاحب کا مضمون

اس خط کے جواب میں انہوں نے یہ مضمون لکھا ہے۔ مجھے پہلے بھی بتایا گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب نے بعض مضامین میں ہمارے متعلق ایک عجیب بات لکھی ہے لیکن میں نے خود نہیں پڑھی تھی۔ اس مضمون کو جو میں نے پڑھا تو اس میں بھی وہ بات لکھی ہوئی پائی۔ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ کس طرح ہماری طرف وہ بات منسوب کرتے ہیں گے۔ مگر اس مضمون میں تو خود دیکھ لیا ہے۔ وہ میرے متعلق لکھتے ہیں کہ :-

وہ آپ اپنی خلافت کو سیاسی ہی خلافت اعتقاد کر رہے ہیں۔ جب ہی تو آپ نے انوار خلافت میں جو تاریخ خلیفہ ثالث و رابع کی بہ نسبت خوارج لکھی ہے۔ اس کو اپنی خلافت پر قیاس کیا ہے تو میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی اس کا خیال تک نہ لانا۔ گورنمنٹ عالیہ کے منشار کے محض خلاف ہی" (صفحہ ۱۱)

چونکہ ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ پر میں نے جو تقریر کی تھی اور جو انوار خلافت کے نام سے چھپ چکی ہے۔ اس میں میں نے بتایا تھا کہ حضرت عثمان رضہ کے وقت اس طرح جھگڑے ہوئے تھے۔ ہماری جماعت کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اسلئے مولوی محمد احسن صاحب کے نزدیک میں اپنی خلافت کو سیاسی خلافت اعتقاد کرتا ہوں۔

حیرت کا مقام

مجھے یہ پڑھ کر حیرت ہوئی کہ دشمنی اور عداوت انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتی ہے۔ اور حق اور صداقت سے پھرنا کیسی بُری حالت تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ وہی مولوی صاحب ہیں۔ جنھوں نے چند ہی مہینہ پہلے مجھے لکھا تھا کہ آپ میری کتاب سے ناراض نہوں۔ پہلے خلفاء کے وقت بھی اختلاف ہوتا رہا ہے۔ پھر آپ ہی اختلاف کی مثالیں بھی دی تھیں کیا اسوقت مولوی صاحب کو یہ یاد نہ رہا تھا کہ جن خلفا سے وہ مشابہت دے رہے ہیں وہ حکمران تھے۔ پھر انہوں نے کیوں ایسا جرم کیا۔ جو بقول انکے سیاسی خیالات کا پتہ دیتا ہے۔

مولوی محمد احسن کا حملہ حضرت مسیح موعود پر

پھر میں کہتا ہوں اگر مولوی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ میں نے انوار خلافت میں جو تاریخ خلیفہ ثالث و رابع کی بہ نسبت خوارج لکھی ہے۔ اسلئے میں اپنی خلافت کو سیاسی خلافت اعتقاد کرتا ہوں۔ تو انہیں معلوم ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس طرح تو سب سے بڑی اور مضبوط سیاست کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے۔ کیونکہ آپ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور انکی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خداوند تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔"

اسکے بعد اپنی جماعت کو فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے، کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے بعد آنیوالے خلفاء کو حضرت ابوبکر رضہ اور دوسرے خلفاء کی طرح قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا۔ ایسا ہی اب بھی ہو گا۔ اب (نعوذ باللہ) مولوی محمد احسن صاحب کو سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کو باغی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ نے حضرت ابوبکر رضہ وغیرہ سے اپنے بعد کے خلفاء کو مشابہت دی ہے۔ اور یہ تو مولوی صاحب کو بھی خوب معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ نے تلوار سے جماعت کو سنبھالا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عداوت کی وجہ سے کس طرح عقل ماری جاتی۔ وہ خوش ہوتے اور سمجھتے ہونگے کہ میرے اس لکھنے سے پولیس نے قادیان کو گھیر لیا ہو گا۔ اور تلاشی ہو رہی ہو گی۔ قادیان والے سخت مصیبت اور مشکل میں پھنسے ہوئے ہونگے مگر میں کہتا ہوں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضہ کے زمانہ کے حالات بیان کرنے کی وجہ سے مجھے سیاسی خیالات رکھنے والا کیوں قرار دیا ہے۔ میں تو کئی بار گورنمنٹ برطانیہ سے اپنی جماعت کی مشابہت بیان کر چکا ہوں۔ انہیں تیرہ سو سال پیچھے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ موجودہ گورنمنٹ کے ساتھ مشابہت قرار دینے سے کیوں باغی نہیں کہتے۔

مولوی صاحب کی غلط فہمی

انہوں نے شاید اس عادل اور محسن گورنمنٹ کو اندھی نگری چوپٹ راجا سمجھ لیا ہو گا۔ اور جسطرح خود سیاست سے نابلد اور ناواقف ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ کو خیال کرتے ہونگے اور یہ سمجھتے ہونگے کہ میرے اس لکھ دینے سے ان کو گورنمنٹ فوراً پکڑ لیگی۔

پھر حضرت مسیح موعود تو اپنے سلسلہ کی مثال کئی ایسے انبیاء سے دے چکے ہیں۔ جن کی حکومتیں تھیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ وغیرہ کیا اس سے کہا جائے گا کہ آپ سیاسی خیالات رکھتے تھے۔

دوسرے پر حملہ کرنے سے پہلے اپنی حالت کو دیکھنا چاہیئے

ہمارے متعلق یہ بات لکھنے والے کو کم از کم اپنا مقام تو دیکھ لینا چاہیئے تھا۔ اب شاید میرے اس کہنے کے بعد وہ کچھ دیں تو دیں۔ مگر اس سے پہلے کی نسبت مجھے یقین ہے کہ انہوں نے موجودہ جنگ میں گورنمنٹ کی امداد کے لئے ایک پیسہ بھی چندہ نہیں دیا ہو گا۔ مگر اب وہ اپنی طرف سے گورنمنٹ کے خیر خواہ بنکر آ گئے ہیں۔ اور ہمیں مشورہ دینے کی تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو غیر احمدیوں نے آپ پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے وہ مہدی ہونے

کا دعویٰ کیا ہے۔ جو دیگر مذاہب والوں سے جنگ کریگا۔ اور ان کو نیست و نابود کر کے اپنی حکومت چلائیگا حالانکہ یہ الزام حضرت مسیح موعود پر عائد نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آپ تو کسی ایسے شخص کے آنے کو مانتے ہی نہیں تھے ہاں یہ کہنے والوں پر عائد ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک ایسے انسان کے منتظر ہیں۔ لیکن غیر احمدیوں نے اپنے خیال میں حضرۃ مسیح موعود پر یہ ایک ایسا حملہ کیا تھا۔ جسکے متعلق انہیں یقین تھا کہ ضرور نقصان دہ ثابت ہو گا۔ مگر جو کچھ اس کا نتیجہ ہوا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے خیال میں ہم پر یہ ایک بڑا حربہ چلایا ہے مگر وہ یاد رکھیں کہ اس سے کچھ نہیں بنیگا۔ انکی اس قسم کی تحریروں کو پڑھ کر تو کوئی جاہل سے جاہل حاکم بھی دہوکہ نہیں کھا سکتا۔ مگر ہمارے حاکم تو بڑے عقلمند اور دانا ہیں۔ وہ مولویصاحب کے دہوکہ میں کس طرح آسکتے ہیں۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی اندھی نگری چوپٹ راجا بھی ہوتا۔ تو بھی اسکے دہوکہ میں نہ آتا ✦

گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے

کہ ہماری کیا حیثیت ہے اور ان کی کیا۔ اور جن کے ساتھ وہ اب جا کر ملے ہیں۔ اسکے متعلق بھی گورنمنٹ کو خوب معلوم ہے کہ سیاست سے کیسا اور کہاں تک تعلق رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت ناپسند فرمانے کے مسلم لیگ میں داخل ہو گئے پھر خواجہ صاحب نے ولایت جا کر وزیر اعظم تک کو دہمکیاں دیں۔ اور لکھا کہ اگر ترکوں سے جنگ کیگئی۔ تو ساری دنیا انکی مدد کے لئے اٹھ کھڑی ہو گی۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تہا چنانچہ اب جبکہ جنگ ہوئی۔ تو بجائے اسکے کہ ترکوں کی مدد کے لئے کوئی اٹھتا۔ اسکے اپنے صوبے ہی ان سے الگ ہو رہے ہیں۔ تو جن لوگوں کے لیڈروں کے ایسے خیالات ہوں۔ انہیں شامل ہو کر ہمارے متعلق یہ الزام لگانا کہ ہم سیاسی خیالات رکھتے ہیں۔ صریح طور پر دہوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے خیالات تو ان کے ہیں نہ کہ ہمارے ✦

مولوی محمد احسن صاحب کا ہم سے ناراض ہونے کا پہلا باعث

مولوی صاحب خود ہی غور کریں کہ سب سے پہلی بات جس پر انہوں نے اظہار ناراضگی کیا۔ وہ کیا تھی؟ یہی کہ ابو الکلام کے خلاف الفضل میں کیوں لکھا گیا ہے۔ (اسکے متعلق ہمارے پاس مولوی صاحب کا خط محفوظ ہے۔ اگر وہ چاہیں تو ہم شائع کر سکتے ہیں ایڈیٹر الفضل) اور ابو الکلام وہ شخص ہے جس کو گورنمنٹ نے نظر بند کر رکھا ہے۔ اور جسکے متعلق حال ہی میں اعلان ہوا ہے کہ وہ چونکہ ہز مجسٹی ملک معظم کے دشمنوں سے غدارانہ خط و کتابت کرتا رہا ہے۔ اسلئے اسکے متعلق خاص نگرانی کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں ایسے شخص کے متعلق کچھ لکھنے پر ناراض ہونیوالے کو آخر اوپر غور کر لینا چاہیئے۔ پھر مولوی صاحب تو یہ کہتے ہیں کہ وہ حدیثیں جنہیں حضرت مسیح موعود کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود پر اپنے لفظی معنوں کے لحاظ سے چسپاں نہیں ہوتیں اور شاید یہ معنی کر کر کوئی اور مسیح آجائے۔ اور وہ وہی ہے جو تلوار لیکر لڑے گا ✦

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کس کے خیالات سیاسی ہیں۔ ہمارے یا انکے۔ باوجود اسکے ہمارے متعلق کہا جاتا ہے کہ اپنی خلافت سیاسی خلافت سمجھتے ہیں۔ جو محض دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ عداوت اور دشمنی کی وجہ سے صدسے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ لیکن انکو اسکی بھی کچھ پرواہ نہیں ہے ✦

گورنمنٹ کے ساتھ ہماری وفاداری

ہم گورنمنٹ کے متعلق وفاداری کے جو خیالات رکھتے ہیں۔ اور جسطرح ہمنے اس جنگ میں گورنمنٹ کی خدمت کی ہے۔ اور ہماری خدمات کے متعلق گورنمنٹ نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ چند ہی ماہ ہوئے۔ ہز آنر لفٹیننٹ گورنر کی طرف سے میرے نام ایک چٹھی آئی تھی جسمیں لکھا تھا کہ ہز آنر احمدیہ کمیونٹی کی اس مخلصانہ وفاداری کا مزید یقین دلانے سے مسرور ہیں۔ جس کا اس نے گورنمنٹ کے ساتھ لڑائی شروع ہونے سے اب تک عملی ثبوت دیا ہے ✦

غیر مبائعین کی روش

ان باتوں کے ہوتے ہوئے گورنمنٹ پر مولوی محمد احسن صاحب کے اس لکھنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے۔ پھر گورنمنٹ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کانپور کے معاملہ کے متعلق گورنمنٹ کے خلاف کس نے لکھا تھا۔ اور اس حادثہ میں مرنے والوں کے ساتھ کس نے وفاداری کا اظہار کیا تھا۔ اور ظفر علیخان کی وہ نظم جو سلطان ٹرکی کی شان میں بعنوان خلیفۃ المسلمین لکھی گئی تھی۔ پیغام میں کس نے درج کرائی تھی۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے کسطرح ہمارے متعلق وہ یہ لکھ سکتے ہیں کہ ہمارے خیالات سیاسی ہیں۔ سوائے اسکے کہ کسی کی عقل ماری جائے۔ یا جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک انسان نیک کام کرتا ہے مگر اس کا انجام برا ہو جاتا ہے اسی طرح آخری عمر میں یہ کہنے والے کی رسی بھی برائی کی طرف کھینچی گئی ہے ✦

ان کی یہ کوشش ایک لغو اور بیہودہ ہے۔ اور سوائے اسکے کہ ایسا لکھنے والے کی اپنی جہالت اور نادانی ثابت ہو۔ اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ ہاں دانا اور سمجھدار انسان اس سے عبرت حاصل کر سکتا ہے کہ ایک سمجھتا بوجھتا انسان غصہ اور عداوت کی وجہ سے کیسا جاہل اور نادان بنجاتا ہے ✦

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت میں سے ہر ایک کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور اسکے فضل کے ماتحت ہمارا انجام مومنوں والا ہو۔ اور ہماری موت اسلام پر ہو۔ آمین ثم آمین ✦

انجمن ترقی اسلام کے مبلغ

ذیل میں انجمن ترقی اسلام کے مبلغین کی فہرست مع انکے پتوں کے اسلئے شائع کی جاتی ہے کہ جس جس علاقہ کے لئے وہ مقرر ہیں وہاں احمدی احباب ان سے فائدہ اٹھانے اور اپنے ہاں بلاکر وعظ کرانے کی طرف متوجہ ہوں۔

(۱) مولوی سید عبد الواحد صاحب۔ برہمن بڑیہ مشرقی بنگال

(۲) مولوی عبد الصمد صاحب۔ پٹیالہ۔

(۳) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی برمکان میاں چراغ الدین صاحب۔ بیرون دہلی دروازہ۔ لاہور ✦

(۴) مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری امرتسر۔ کٹڑہ بگھیاں معرفت حکیم غلام غوث صاحب ✦

(۵) حکیم خلیل احمد صاحب معرفت چوہدری نصر اللہ خان صاحب وکیل سیالکوٹ

(۶) قاضی عبد اللطیف صاحب۔ لائلپور معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ لائلپور

(۷) مولوی عبد الرحمن صاحب سرگودہ (۸) منشی چراغ الدین صاحب خوشاب (۹) حافظ غلام رسول صاحب نواں جہلم (۱۰)

4/6 Great Russell Street W.C. London

Burke N.S. Wales Australia

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلے علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو!

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۶- جنوری ۱۹۱۷ء

حضور نے سورہ العصر تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اسلام کی تعلیم کا نچوڑ اور خلاصہ تو لا الہ الا اللہ ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ صرف لفظ لا الہ الا اللہ کہنے سے ہی کوئی شخص جنت میں داخل ہو جائیگا۔ کیونکہ ان الفاظ کا مفہوم تو اسلام کے سوا غیر مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہود و نصاریٰ کے متعلق بھی فرماتے ہیں۔ کہ ان کے پاس بھی صداقتیں ہیں اور وہ بھی خدا کے نبیوں کی تو تعلیموں کے حامل ہیں۔ مگر باوجود اس کے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ مانیں تو نجات نہیں پا سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں قولوں میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت انمیں کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ من عمل بالاسلام یعنے جو اسلام کے مطابق اپنی زندگی بنائے وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اسلئے لا الہ الا اللہ سے یہ استنباط نہیں ہوتا۔ کہ انسان بے عمل جنت میں داخل ہو جائیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ لا الہ الا اللہ کے کیا معنے ہیں۔ پھر آپ ہی فرمایا کہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ کو ایک جانو۔ اور محمد کو اس کا رسول مانو۔ غرض اللہ کے ماننے میں اللہ تعالےٰ کی بھیجی ہوئی سب تعلیم اور قرآن و حدیث بھی داخل ہیں۔ یعنے اسلام میں جسقدر احکام ہیں وہ سب پھل ہیں۔ اور لا الہ الا اللہ بیج ہے۔ جس کے پاس صحیح اور سالم بیج ہوگا۔ اور وہ اس کو بوئے گا۔ تو ضرور ہے وہ پھل لائے۔ اور جس کو اچھے پھل حاصل ہوں وہ سمجھ لے کہ ان کا بیج اچھا تھا۔ اور جسکو کوئی پھل نہ ہو وہ سمجھ لے کہ اسکا بیج ناقص تھا۔ تو جب دل صاف ہو تب ہی ایمان درست ہوتا ہے۔ لیکن اگر پھل اچھا نہیں پیدا ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ اس بیج نے دل سے تعلق نہیں پکڑا جیسے مثلاً زمین میں کوئی شخص بیج ڈالے مگر وہ ناقص اور خراب ہو۔ تو ضرور ہے کہ اس بیج کو کوئی پھول پھل نہ آئے۔ اور کہ وہ زمین سے سر بھی نہ اٹھائیگے۔

غرض لا الہ الا اللہ اسلام کا ایک بیج ہے۔ جو ایسی زمین میں پڑ کر پھل پھول نہیں لا سکتا۔ جو اسکی اہل نہ ہو اگر ہم خدا کے فعل یعنی کائنات دنیا کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز خدا کی ہستی کی محتاج ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو قایم بالذات ہو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ رویا میں لا الہ الا اللہ کے معنے سمجھائے گئے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو۔ مگر خدا ایک ایسی ہستی ہے جو قایم بالذات ہی نہیں بلکہ قیوم بھی ہے یعنے دوسروں کو بھی قایم رکھنے والی ہے۔ پس جو اشیاء اپنے وجود کے قیام کے لئے کسی دوسری چیز کی محتاج ہیں وہ اس بات کی اہل نہیں کہ ان کو خدا یا معبود کہا جائے اس سورۃ میں مسلمانوں کو یہی مضمون بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی چیز قایم بالذات نہیں۔ مثلاً چھت ہی ہے یہ قایم نہیں رہ سکتی۔ جب تک کہ دیواریں نہ ہوں۔ چھت خواہ لوہے کی ہو۔ مگر دیواریں کمزور ہوں تو چھت کی مضبوطی کچھ کام نہیں دیسکتی۔ کیونکہ چھت کا قیام اپنی مضبوطی کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اس کا قیام ہے دیواروں پر۔ اور جب دیواریں کمزور ہیں تو چھت بھی گویا کمزور ہی ہے۔ اسکی جہاں دیواریں گریں۔ وہاں چھت بھی ضرور زمین پر آرہیگی

لیکن اگر دیواریں ایسی ہیں جو ایک دو ماہ یا سال دو سال یا سو سال یا ہزار سال تک رہ سکتی ہوں۔ تو چھت بھی اس مدت تک رہ سکتی ہے تو جو چیز کسی دوسری چیز کے سہارے پر قایم ہو۔ وہ اسوقت تک قایم رہ سکتی ہے جب تک سہارا دینے والی چیز قایم رہے۔

مگر جونہی اس کا خاتمہ ہوا۔ وہ بھی جاتی رہیگی۔ چونکہ دنیا کی اشیاء میں انسان بھی داخل ہے اور وہ بھی دوسری چیزوں کے سہارے سے قایم رہتا ہے اس لئے اس پر بھی یہ بات عاید ہوتی ہے۔ لیکن ادھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی خواہش ہے کہ وہ ہمیشہ قایم رہے۔ اور ہر ایک انسان کے دلمیں خواہش ہے۔ اور اس خواہش سے کوئی دل خالی نہیں۔ اور کوئی انسان نہیں جسکے دلمیں یہ آرزو نہ ہو کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے اور فنا نہ ہو۔ خواہ کوئی جاہل سے جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اسکی بھی یہ خواہش ضرور ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے اور اس کو موت نہ آئے۔ جب ہم حج میں گئے تو میر ناصر نواب صاحب سے ایک شخص ملا۔ جو نہایت ضعیف تھا اور حج کو جا رہا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو منا کے مقام پر پوچھا کہ میاں عبد الوہاب یہ اسکا نام تھا۔ تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ٹھہر جاؤ سوچکر بتاتا ہوں۔ میں نے کہا مذہب کے متعلق سوچنے کی کونسی بات ہے۔ جو تمہارا مذہب ہو بتا دو۔ کہنے لگا جلدی نہ کرو بتاتا ہوں۔ پھر کہنے لگا اچھا جب میں حج سے واپس جاؤں گا تو اپنے وطن سے مولوی صاحب سے پوچھکر اپنا مذہب لکھوا بھیجونگا۔ میں نے کہا تم خود بتاؤ کہنے لگا اچھا ٹھہرو میں بتاتا ہوں۔ میرا مذہب اعظم ہے۔ میں نے کہا میاں اعظم تو کوئی مذہب نہیں کہنے لگا ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سوچنے دو۔ میرا مذہب علیہ علیہ ہے۔ میں نے کہا کہ میاں یہ بھی کوئی مذہب نہیں۔ آخر کہنے لگا کہ میرا مذہب ہے اعظم علیہ۔ میں سمجھ تو گیا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کہنا چاہتا ہے۔ مگر پھر میں نے کہا کہ اعظم علیہ تو کوئی مذہب نہیں۔ اس نے کہا ٹھہر جاؤ تم تو جلدی کرتے ہو۔ میرا مذہب حنیفہ اعظم علیہ اور پھر بڑی مشکل سے کہا اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اور آخر میں کہا کہ تم تو جلدی کرتے ہو۔ میں اپنے گھر سے تمہیں لکھ بھیجونگا۔

اب اس شخص کو دیکھو نہ اس میں طاقت اور نہ خرچ۔ مگر مدینہ کی تیاری کر رہا تھا۔ میں نے اس کو کہا۔ میاں عبدالوہاب مدینہ جانا فرض نہیں تم مت جاؤ۔ اس نے کہا کہ نہیں میرے بیٹوں نے کہا تھا کہ مدینہ ضرور جانا۔ تو اس قسم کے لوگ بہت ہیں۔ جنکو معلوم نہیں کہ انکا مذہب کیا ہے۔ مگر اپنا نام قایم رکھنے کی ان میں ضرور خواہش ہوگی۔

ایسے لوگ نہ خدا کو جانتے ہیں نہ خدا کے رسول کو۔ مگر انہیں یہ خواہش ضرور ہے کہ انکا نام قایم رہے پھر لوگ اولاد کی خواہش کرتے ہیں صرف اس لئے کہ انکا نام نہ مٹ جائے۔ مگر باوجود اس بات کے ان کو یقین نہیں کہ اگر ہمارے اولاد ہوئی بھی تو یہ کیا یقینی بات ہے کہ اس اولاد کے اولاد ہوگی۔ اور اگر پوتے ہوئے بھی تو یہ کوئی یقین نہیں کہ آگے بھی اولاد ہوگی۔ لیکن ان کی یہ خواہش کیوں ہے۔ اس لئے کہ نام قایم رہے۔ اس لئے کئی کئی شادیاں کراتے ہیں۔ پھر اپنا اور بیوی کا علاج کراتے ہیں۔ کہ کسی طرح اولاد ہو تو ہر ایک کے دل میں یہ جذبہ پایا جاتا ہے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو۔ یا گدڑی پوش فقیر۔ فلاسفر اور حکیم ہو یا جاہل مطلق کہ ہمارا نام قایم رہے۔ دوسری طرف ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز قایم بالذات نہیں کیونکہ ہر چیز دوسرے کے سہارے قایم ہے۔ اور ہر ایک کو فنا لگی ہوئی ہے اب سوال ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف تو فطرۃ میں رکھا گیا کہ ہم قایم رہیں۔ اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ فنا اپنا کام کر رہی ہے۔ اور زندگیوں کا خاتمہ کر رہی ہے اور یہ دونوں باتیں خدا ہی کی طرف سے ہیں۔

یہ خواہش جو ہر ایک انسان کے دل میں رکھی ہوئی ہے جھوٹی تو ہے نہیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان خواہ وہ کسی طبقہ میں سے ہو اس میں پائی جاتی ہے۔ اگر یہ خواہش جھوٹی ہوتی تو اس کا وجود سب انسانوں میں نہ پایا جاتا۔ لیکن اسکا سب انسانوں میں پایا جانا بتلاتا ہے کہ یہ فطری بات ہے۔ اور جو فطرۃ کے تقاضا سے بات ہو۔ وہ خدا کی ہی طرف سے ہؤا کرتی ہے۔ اب ہر ایک چیز فنا ہو رہی ہے۔ اور کسی کو بقا حاصل نہیں۔ اور دوسری طرف انسان کی خواہش ہے کہ وہ زندہ رہے۔ لیکن یہ کیسے پوری ہو۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے:۔

والعصر ان الانسان لفی خسر۔

زمانہ کی قسم بیشک انسان کے ساتھ ہلاکت لگی ہوئی ہے۔ انسان کہدینے سے سب چیزیں اس میں آگئیں کیونکہ انسان سب اشیاء پر حاکم اور متصرف ہے۔ تو جب انسان حاکم ہے اور اس کے لئے خسر ہے تو سب چیزیں ہی گھاٹے میں ہیں۔ فرمایا کہ انسان کے گھاٹے کی طرف زمانہ شہادت دیتا ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ ہر ایک چیز گھاٹے کیطرف جا رہی ہے۔ اور انسان کی خواہش یہ ہے۔ کہ وہ ہمیشہ رہے۔ پھر اسکے لئے کیا ہو۔ یہی کہ انسان کوئی ایسا سہارا تلاش کرے جو ہمیشہ قایم رہنے والا ہو اور وہ سہارا اللہ تعالیٰ ہے۔ پس وہ انسان جو اللہ پر بھروسہ کریگا اور اس سے اپنا تعلق جوڑیگا۔ وہ ہلاک نہ ہوگا۔ اسلئے جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے اور ایک ایسی ہستی پر سہارا کرتے ہیں جسکو ہلاکت نہیں۔ جو ہر قسم کی ہلاکتوں اور مصائب سے پاک ہے۔ تو وہ بھی ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اور ان کے نام نہیں مٹ سکتے۔

یہ حقیقی بات ہے۔ کہ جو اعلےٰ چیز سے تعلق رکھتا ہو وہ خود بھی اعلےٰ ہو جاتا ہے۔ دیکھو ایک بڑے دربار میں بعض بعض بڑے بڑے اہلکار نہیں جا سکتے۔ مگر بادشاہ کا چپراسی جا سکتا ہے۔ تو جب کوئی بڑی چیز سے وابستگی حاصل کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اسکی بڑائی بھی ہو۔ اور یہ ایک سچی بات ہے کہ خدا کا ذکر اور اسکا نام مٹ نہیں سکتا۔ اس لئے جو شخص خدا کیساتھ تعلق پیدا کرے۔ وہ بھی نہیں مٹ سکتا۔ یہ ایک علاج ہے اس بات کا کہ ہر ایک چیز کے لئے فنا ہے۔ مگر انسان اس سے بچ سکتا ہے کیونکہ اسکا تعلق خدا سے ہو جاتا ہے جو ہمیشہ قایم رہنے والا ہے پس اگر تم ہلاکت سے بچنا چاہتے ہو تو اس چیز سے تعلق پیدا کرو جسکے لئے ہلاکت نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو خود ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے عمل کئے۔ اور دوسروں کو نیک عمل کرنیکی تعلیم دی وہ اس قابل ہو گئے کہ خدا تعالیٰ ان کو بچائے اور قایم رکھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکے ذریعہ کسی کو ہدایت ہو اس کے نام بھی اس شخص کی ہر ایک نیکی کے بدلہ میں نیکی لکھی جائیگی۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک چلا جاتا ہے۔ کیونکہ پھر اس شخص کے ذریعہ جس شخص کو ہدایت ملیگی۔ اس کی نیکی کے بدلہ میں بھی اسکو نیکی کا بدلہ ملیگا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اب شان ہے۔ وہ پہلے کی نسبت بڑی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلعم کے ذریعہ جن لوگوں نے ہدایت پائی۔ اور پھر ان لوگوں کے ذریعہ جن لوگوں نے ہدایت پائی۔ ضرور ہے کہ ان سب کی نیکیوں کے بدلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نیکی ملے۔ اور حضور کے درجات و مراتب میں ترقی ہو۔ تو اس وقت سے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ اور اسکے بعد لوگوں نے نیکیاں کیں۔ ان کا اجر آنحضرت کو بھی ملا۔ تو جو آج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منظر ہوگا۔ وہ ضرور ہے کہ ایک بڑی شان کا ہو۔ بعض نادان اسکے کچھ کے کچھ معنے لے اڑے اور کہدیا کہ مرزا صاحب آنحضرت صلعم سے اپنے تئیں بڑھاتے ہیں۔ لیکن یہ غلط ہے آپکا مطلب یہی تھا کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ جو ہدایت پھیلی ضرور تھی کہ آنحضرت کو اسکے بدلہ اور ثواب میں بہت سی نیکیاں ملیں اور جو آج آنحضرت کا منظر ہوگا اسکا جلال بھی بڑا ہوگا۔ غرض جسکا سہارا خدا پر ہو وہ بڑھیگا۔ اور جسکا سہارا ان چیزوں پر ہو جو ہلاک ہونیوالی ہیں۔ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا۔ پس ہلاکت سے بچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا پر سہارا ہو جو شخص اللہ کے دین اور اس کے ذکر کو پھیلائے وہ ضرور بڑھیگا۔ چونکہ انسان کی خواہش ہے کہ وہ قایم رہے اور اسکے نام کو قیام ہو اور یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ خدا پر سہارا ہو کیونکہ اللہ کی ذات ہی ایک ایسی ذات ہے جسکے لئے ہلاکت نہیں اور جو دوسروں کے سہارے پر قایم نہیں جو قایم بالذات ہی نہیں بلکہ قیوم بھی ہے کہ جسکے سہارے تمام چیزیں قایم ہیں اس سے تعلق پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم مادی چیزوں کے سہاروں کو چھوڑ دیں اور صرف خداوند تعالیٰ کی ذات پر ہمارا بھروسہ ہو۔ آمین +